

سیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ احسان الہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ

ماہنامہ اسلامیات لاہور
پیشکش کنندہ: مولانا محمد امجد علی



پیشکش کنندہ: مولانا محمد امجد علی
پیشکش کنندہ: مولانا محمد امجد علی

ماہنامہ اسلامیات لاہور
پیشکش کنندہ: مولانا محمد امجد علی
پیشکش کنندہ: مولانا محمد امجد علی



کے موضوعات پر

شہید ملت احسان الہی ظہیر کا خصوصی ۱۲ ارباع الاول ۱۹۸۵ء
حضرت علامہ احسان الہی ظہیر خطاب

مسلمانوں کے لئے فکر پر

ادارہ شہداء اسلام | الجامعہ السعدیہ | مصر
شائع کردہ

دانش خوار
۱۰۰-۹۰

ہمد سے لحد تک

سنا فردوں سے کہو راست سے شکست نکلانی
میں کار بانوں خود اپنے لیے سے بھر کے چراغ

علامہ احسان الہی عبید اللہ علیہ کا خطاب حوا پہ سے باغ و بیجا اول
مستند و مستندہ کو صانع اہل لا بور میں کیا یہ خطاب ایک تاریخی خطاب کی
خشیت اختیار کر گیا جو ہی تعلیم کے فیصلے کے مطابق نام تبلیغ اللہ و بیٹ یوسف
مرگ دھا جناب مولانا لا بور خود سے آتھانی محنت کر کے اس تقریر کو تحریر میں
برہا جو کہ ہر ناخبر سے اور بگے حکم کا کو چند عشرت سے اتفاقا میں مدد صاحب
کے حالات زندگی کا تذکرہ کروں کہ تو حکم علامہ احسان الہی عبید اللہ غنیمت میں جنہوں
نے اپنے قافلے کے سنا فردوں کو شکست کھانا سکھائی تھیں اور اس قافلے کو اپنے
رکھنے کیلئے آپ نے اپنے فری کا تذکرہ بھی پیش کرنے سے دریغ نہ کیا لا
علامہ احسان الہی عبید اللہ سب کوٹ کے ایک متوسط گھرانے میں مسیحی میں
جناب حاجی عبید اللہ کے گھر پیدا ہوئے ان کے والد کو سی حاجی عبید اللہ صاحب
ایک مشغلی پر میز کو اور ایک میرٹ انساں میں حاجی عبید اللہ صاحب جو لکھی ایک
ایک انساں تھے اس لیے انہوں نے حضرت علامہ کو دینی تعلیم کے لیے شاہی
کے مدرسہ میں داخل کر دیا جہاں انھوں نے صرف ۹ سال کی عمر میں قرآن پاک
حفظ کر لیا۔ حفظ قرآن کے بعد آپ کو چاروں اسلامی گورنمنٹوں میں داخل کر دیا گیا

اور اسی دور میں آپ نے درس نظامی کی تعلیم کو مکمل کیا، اس کے بعد آپ چار سو پندرہ
 قسٹریف کے گئے جہاں آپ نے حضرت حافظہ محمد گوندوی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث
 میں سند حاصل کی اور اسی دوران آپ نے عربی اور فارسی کے متعدد امتحانات بھی
 پاس کئے، زبان سے فارغ ہونے کے بعد اسلامی و یورپی دونوں ممالک میں پڑھنے گئے، حدیث
 پر پورےستی میں آپ نے دوران تعلیم اپنی پہلی کتاب تلواریت لکھی جو دہلی کے
 حافظہ آج سب کتابوں سے اہم ہے، جو نادنیوں کے موضوع پر لکھی گئی ہے، تعلیم
 سے فارغ ہو کر آپ وطن واپس آ گئے پاکستان آ کر آپ نے پنجاب یونیورسٹی
 سے ایم۔ اے کی مختلف ڈیگریاں حاصل کیں، آپ کی تعلیم کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ اپنی تعلیم، حفظ قرآن - درس نظامی - داخلہ عربی - داخلہ عربی - داخلہ عربی یونیورسٹی

(۱) ایم اے عربی - (۲) ایم اے فارسی - (۳) ایم اے اسلامیات - (۴)

ایم اے سیاسیات (۵) ایم اے اردو - ایم اے ادبیات (عربی فارسی) اور

ایم اے ادبیات کراچی سے پاس کیا۔

تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ تصانیف پر بھی کافی زور دیتے تھے، ہم تحریر سے
 کہہ سکتے ہیں کہ پاک ہند میں کوئی ایسا انساں نہیں کہ جس کو یہ شرف حاصل ہو کہ
 اس کی تصانیف اہل عرب کی تعلیم گاہوں میں بطور نصاب درساؤں، حنفی ہائی کورس
 آپ نے فرقہ کا موضوع منتخب کیا اور اس موضوع پر بڑی کتب تصنیف کی۔

زبان	نمبر	نام کتاب	صفحات	تعداد پڑھائی	کل پڑھائیں
عربی	۱	الغلوینہ	۳۲۰	دس ہزار	بیس
"	۲	المشید والشفہ	۱۱۴	بیس ہزار	بائیس
"	۳	المشید والشفیع	۱۱۲	بیس ہزار	۳۵

ردیف	نمبر	نام کتاب	صفحات	تعداد اور پیشکش	کتاب پیشکش
۳	۴	اشیخہ دواہل البیت	۳۱۲	دس ہزار	نہی
۵	۵	اشیخہ دواہل البیت	۳۱۲		پانچ
۶	۶	ابھائیسہ نقد تحلیل	۳۱۷		سات
۷	۷	الہا بیتہ عرض و نقد	۶۹۶		ایک
۸	۸	البسر لمیر	۲۵۲		نہی
۹	۹	الاسما علیہ	۱۰۰۰	دس ہزار	پچاس

انگریزی ۱۰ کتابیات (۱۱) شیعیت انگریزی (۱۲) شیعوں کی زندگی۔
 (۱۳) مرزا نیت اور اسلام اردو (۱۴) نقوش دواہل البیت (۱۵) کتاب
 الاسیۃ انگریزی (۱۶) الاسیۃ اردو (۱۷) کتاب التوحید انگریزی
 (۱۸) سقوط ڈھاکہ اردو (۱۹) سفر حباز اردو۔

ان بڑی بڑی کتابوں کے علاوہ بہت سی چھوٹی چھوٹی کتابیں اور مضامین بھی
 آپ جب وطن واپس آئے تو جمعیت ابھاریٹ نے اپنی تاریخی مسجد
 بینادہلی کی خطابت اور جمعیت کا ترجمان الامتنام کی ادارت آپ کے سپرد کر دی
 اس کے ساتھ ساتھ مختلف اخبارات و رسائل میں آپ کے گران قدر مقالات بھی شائع
 ہوتے رہے۔

بکھوڑ آپ تحریک استقلال میں بھی شامل رہے اور اس کے مرکزی یکوڑی
 اطلاعات کے مجلہ کو نبھا لے رکھا۔ چھوڑ جہانوں کے مزار پر آپ نے تحریک استقلال
 کو خیر باد کہہ دیا اور اپنی زندگی کو جمعیت اہل حدیث کے لیے وقف کر دیا۔

سنہ ۱۹۶۹ء میں آپ نے جزوی طور پر ملا سیاست میں حصہ لینا شروع

حضورِ خاص کر اپنے خطبوں اور تقاریر میں وہ حد تک حاضر و حاضر کو بھی موضوعِ بحث بناتے تھے جو بیعتِ اہل بیت کو مشغول کرنے اور غلط باتوں سے آپ سے زبردست محنت کی اور تا دمِ مرگ اس جدوجہد میں مصروف رہے۔

آپ سے زندگی کے آخری سال میں ملکِ بحر کے طوفانی دورے کئے اور اسی کے ساتھ کلہزئی کی سرخیز و قیام و سنت کی اشاعت اور جہاد کے لئے لوگوں کو تیار کیا، اسی جدوجہد میں مصروف ۲۲ مارچ ۱۱۸۱ھ کے قریب آپ کو اور آپ کے رفقاء کو ایک زبردست ٹانم بم کے ذریعے ختم کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی۔ جس میں قیدِ اسلام غلامِ احسان انجی پور کے علاوہ حضرت مولانا حبیب الرحمن غفرانی مولانا جہاد خان تھانی اور فرجوانی کے دلوں کی دھڑکن کا تاثر پورے قریب سب کو طوفانِ نجیب الشہید ہونے کا بھی بے حد اثر فرمایا۔

غلامِ احسان انجی پور کو فوراً سبھو ہسپتال لاہور میں پہنچا دیا گیا، یکھون مہینے علاج کے بعد سعودی عرب کے شاہِ نجد نے ان کو اپنے خورچے پر رہا کر دیا، جہاں آپ نے تمام شہادتِ نوش فرمادیا اور بیعتِ اربعین میں دخی ہوئے۔ عروج کی دور میں باؤں، پیشانی اور پیٹ پر چٹے شامل ہیں بڑے بچے، اقسام، انجی کا عمر اس وقت ۱۱ سال سے اقسام انجی نے علامہ صاحب کے براہِ بیعت سے دور سے بھی کئے اور بڑے بڑے جلسوں میں خطاب بھی کیا، ہم دعا گو ہیں کہ اللہ اسی شہید بڑے کو عطا کرے کہ آوازِ بناد سے علامہ کی گفتار بناد سے علامہ کا علم بناد سے عطا کی گرج بناد سے اور یہ شہید وہ اپنے آپ کی طرح اسی مشن کو کامل اور مکمل کر دے۔

دعا گو! شہداء اللہ شاقب

نائب صدر اہل حدیث یوٹھ فورس ضلع مرگھا
ناظم اہل حدیث یوٹھ فورس شہر مرگھا

تقدیم

پروفیسر سید محمد

زندہ قومی اپنے غصوں کو فراموش نہیں کیا کرتیں، اور غصے کی وجہ سے غلامی کی
انہی چیزیں ہیں جنہوں نے اپنی زندگی بگاڑ دی۔ اور ان کی ترقی و ترقی کے لئے انہیں
یہ قرائعیں کسی طرح چھوڑنا چاہئے۔ اور انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ انہیں یاد رکھنا چاہئے۔
کہ ہم ان کے پیغامات کو یاد رکھیں، اور انہیں یاد رکھیں۔

حق و شہید کا پیغام، ان کی دورانیہ نظریہ میں موجود ہے اور ان میں سے ایک
بہترین نظریہ ہے جس سے قومیں اور سرگرم ساتھی جناب خاتونہ ثانیہ صاحبہ کی
صفت اور سبب سے آپ کے ساتھ میں کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اور ان کے
موجود پر حضرت علامہ کے بیان کے بارے میں یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ :

ذکر ہیں چہرے و شش کا اور بیاں اپنا :

پھر ان نظریہ میں سیرت و فکر کے بیان کے ساتھ ساتھ اہل حدیث کے لئے ان کی
مذہب و فکر کی نشاندہی بھی کی گئی ہے اور انہیں ان کا مقام و منصب سمجھا گیا ہے
اس لحاظ سے کہ فکر پر اور بھی قیمتی اور مفید ہو گئی ہے اللہ کے درجہ کو وہی
کی اشاعت کو ہم سب کے لئے زیادہ سے زیادہ نفع و برکت کا باعث بنا دے۔ آمین
ساجد میر تقی محمد

بغیر ہمدردی

حرفِ سپاس

۱۔ جلی کر محمد مسرت ہوئی کہ اجدادِ پیش رو تو فوری سزاؤں کے نہایت مخلص رہنا
جنابِ ثناء، ائمہِ ثاقب و شہیدِ ملت حضرت علامہ احسان الہی خلیفہ رحمان اللہ تعالیٰ کے
خطابہ و مزار (۱۳ رجب الاول ۱۴۲۸ھ) کے حوالہ سے (ہمارے) کو جانبِ نظرِ منت
کی صورت میں شائع کر رہے ہیں۔ مختصر مفہر شہیدِ علم و عظمت کے بارشادہ تھے۔ وہ جس
محفل میں ہوسقہ پڑھ لیں۔ اسے شاعر کی زبان میں یوں کہا جاسکتا ہے۔ سے
وہ آئے بزم میں، تا خود بجھ سیر۔ یہاں کے بعد سپردِ افسانہ میں دفن نہ ہوا
حقیقت ہے کہ ان کے بچے کی مٹی گرج (روشنی) و برکت کی عینِ عمارت کی
رج تھی۔ ان کے دلائل کی عظمت سے کئی تختہ و دستار کے عالی گفت بدخل و
جانتے تھے اور مسلم کر سہ ان کی عداوت حق سے چاہا۔ مگر ان کی تلاش میں دہشت
تھے۔ بسببی جانتے ہیں کہ حضرت علامہ کتاب و سنت کی بالا دستی، مسلک کی
تبلیغ و اشاعت، جماعت کی ترقی، ملکی استحکام، اور جمہوری امور کے احیاء
کے لئے پوری زندگی کو شام دیا۔ اسی شمس کے لئے انھوں نے اپنی جان کا قدر راز
پیش کر کے قرآن و سنت کی باری کا زور کر دی ہیں۔

۲۔ اجدادِ پیش رو تو فوری کے ملائی سزاؤں کے منتفی ہیں کہ وہ قاتل ہی جمعیہ
۳۔ اجدادِ پیش رو پاکستان کی رہنمائی میں حضرت علامہ شہید کے پیغام کو قرآنِ قرآن ہی تھے
بجھانے میں کوشش ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ حضرت علامہ شہید کا نام

تقریر و خطبات اور بیانات فریب دہ کر نہایت خوبصورت انداز میں شائع کئے جائیں۔ ان کی تقریری اور تحریری جماعت کے لئے گرانقدر سرمایہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ شہید کی قبر پر اپنی رحمتیں برسانے اور ان کی حسنت کو قبول فرمائے۔

مدیر امسلی جفتر روزہ انعام

بشیر انصاری

۵۔ نور مال لاہور

۲۰ دسمبر ۱۳۹۵ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تقدیم

از عظیم محمد اعظم

لَقَدْ خَلَقْنَا رِبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْمُتَّقِیْنَ وَالْعٰلَمِیْنَ وَالْاَشْجَارِ عَلٰی سَیِّدِ الْمَرْسَلِیْنَ
سیرت میں علیؑ علیہ السلام کا سنی صورتِ حقیقہ آنے کی تصویر ہے لہٰذا ان میں
چھ صورتیں ہیں اس کی تشریح و توضیح ہے قرآن کا علیؑ خود سیرتِ حقیقہ ہے لہٰذا ان میں ہے۔
تقدیم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کی زندگی گناہ سے محفوظ رہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا رِبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْمُتَّقِیْنَ وَالْعٰلَمِیْنَ وَالْاَشْجَارِ عَلٰی سَیِّدِ الْمَرْسَلِیْنَ
زندگی کے ہر شعبہ میں آپؑ کا کردار اختیار کر کے ترجمہ و تفسیر ہے آپؑ کے
اسوہ حسنہ کی اتباع کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں کیا جاسکتا گا۔ یہی دعوتِ اہلبیتؑ کی
دعوت ہے۔ اہلبیتؑ پر حق و سچ کے رونا چاہنا ہے اللہ تعالیٰ باری تعالیٰ صاحب نے
خداوندِ مہربان و رحیم علیہ السلام کی ان خصوصیات پر مدح و سیرتِ اہلبیتؑ کے موضوع
پر شائع کیے کہ ایک دینی فریضہ سرانجام دیا ہے۔ حضرت علامہ شمس الدین علیؑ کی تمام تعریفیں
غلبہ شدہ ان کی طرح حقیقی کنہوں کو زیادہ سے زیادہ واضح کرنا چاہیے۔
جو کہ علم دین کا عظیم سرمایہ ہے۔

• علامہ شمس الدین علیؑ کی اشاعت ہر ملک و جماعت کی ترقی و
استقامت کے لئے اپنی پوری زندگی بڑا کام ہے۔ ان کے ساتھ دعوتِ مہربان کی کیا

اصلاً خلاصہ اچھی میں اپنی زبان کو قرار کیا۔ اللہ تعالیٰ شہید اسلام کی قبر کو دے
منور فرمے اور جنت علوی میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

جناب شاہناز صاحبہ امدان کے رفقاء و فی تلمیذ ہیں جو علامہ مرحوم کے
خطبات و تصانیف کو ترتیب دے کر خوبصورت انداز میں شائع کر رہے ہیں
اللہ تعالیٰ ہم سب کو عظمیٰ نیت کے ساتھ کتاب جنت کی اشاعت و تبلیغ کی
لائق عطا فرمائے آمین

السوا قهر: علامہ غلامی صاحب دہلوی کے جرنیل
ہنر کی سیکرٹری سعیدتہ العالیہ پنجاب

جنگِ حال کا اسٹیج اور نغمہ یادگار

ہزاروں سال فرنگس اپنی بے غوری چروٹی سے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چین میں ویدہ ویر پیدا

ہوں تو مجھے یہ شرف حاصل رہا ہے کہ میں بھیجے سے ہی حضرت علامہ صاحب

کی افتخار میں نماز عید جامع مسجد چنیاوالی لاہور میں ادا کرتا رہا اور پھر تفریقِ زمانہ

قائد شہید کی امانت میں نماز تراویح اور علامہ قرآن مجید حفظہ کا سرفراز اور چھاپہ

چھپکا ہے اور سبھی کو شریعت کا راز اور تحریکِ فہمِ نوت اور پھر تحریکِ نظامِ شریعت

میں بھی حضرت سے فائدہ اٹھا کر دوا کیا اور میں نے ہی بطور ضابطہ اپنی تحریکوں میں پھر

پھر حضرت ابوبکرؓ کا فائدہ شہید سے میری فریقینِ برحق رہیں اسی قادیان شہید

میں آغا خورشید انصاری مرحوم کی برسی کے سلسلے میں جناح ہال لاہور میں ایک جلسہ

اسی جگہ سے دو سو سو تقریبی کے حدود حضرت علامہ صاحب اعلیٰ تہذیب نے بھی خطاب

فرمایا میں جو وہاں حاضر تھا حضرت کی تقریر اتنی زوردار تھی اور قائد شہید نے سب

مقرر ہونے سے زیادہ دیر حاصل کی میں نے اسی وقت اور اسی جگہ یہ فیصلہ کیا کہ آج کے بعد جب بھی حضرت خورشید صاحب جناح ہال میں تشریف لائیں گے تو پہنچنے سے ہی آئیں گے اور اس کے بعد ۱۹۵۵ء سے یکوشتن ۱۳۳۵ھ تک قاضی شہید ہر سال ۱۲۔

ربیع الاول کو جناح ہال ہی سیرت اہل بیت کا نفرنس ہے خطاب کرتے رہے جب میں ۱۹۵۶ء کی سیرت کا نفرنس کیلئے قاضی شہید سے وقت لینے کیلئے اکی رخصت ہو کر حاضر ہوا تو میرا چہرہ دیکھتے ہی مسکرا کر (۱۲) وقت کے چیر کی نہت سے نماز گئے رخصت رہا تھا ۶ بجے ہی اور یہ بھی جواب میں مسکرا کر رہ گیا اور چہر نہایت ہی شفقت سے جناح ہال کے جلسہ کیلئے وقت عنایت فرمایا اور ہم کو نہیں مہم تھا کہ حضرت علامہ صاحب کا جناح ہال میں یہ آخری خطاب ثابت ہو گا۔

اور قاضی شہید سے بہت سی داری وابستہ ہیں لیکن مجھے یہ شرف بھی حاصل ہے کہ ۱۱۔ اپریل ۱۹۵۶ء کو لاہور اور دارہ لاہور کا تاریخی جلسہ عام بھی بھوسری تجویز ہی منعقد ہوا تھا لاہور میں ہونے پر سو تقریباً ہر روز حضرت سے ملنا ہوتی تھی ۱۲۔ مارچ کو طالع گنج لاہور میں ایک بہت بڑا جلسہ تھا جس سے حضرت علامہ صاحب اعلیٰ علیہ السلام مولانا حبیب الرحمن بزدانی اور مستند علما نجیب شہید نے بھی خطاب فرمایا تھا اسی رات کو قاضی شہید سے تفصیلی بات چیت ہوئی اور آخری ملاقات ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء و قیامت کی رات، غور نہیں سلگ جس کے اسٹیج پر مولانا میر قاضی کی شہادت کے پٹا ۱۰۰۰ جمہور کی شہادت کا علم ہوا

محمد نعیم بادشاہ

نائب صدر اعلیٰ حدیث برآمدہ نوری پاکستان

مکی المذنبی

ابتلائیہ

محرمِ مبارک میں ! ہر دور گمراہی و اضمحلال و شرک و بدعت کا دور ہے ایسے دور میں کھڑی جہاد کرنے والے خال خال نظر آتے ہیں لیکن ہمیں سوائے خدا اپنے دوسرے دین کو عسوی کرنے ہرگز شرک اور ہر طاغوت کے ساتھ اپنی پوری قوت و ایماں سے ٹکراتے رہے حتیٰ کہ انھوں نے اپنی جہی کا خدا نہ بنی کر کے بھی طاغوت کو بچا کر کے چھوڑا۔ شہیدِ اسلام حضرت عمار رضی اللہ عنہ و عتہ اللہ علیہ نے بھی سوانہ اور بزرگانِ دینی کی سنت کا اپنا تے ہوئے توحید کا پرچم بلند کر کے کھینے اور انہی شخصیتِ علیہ السلام کے ذریعہ کی افادہ دہی کے لیے ہمارے عالم امر حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جانک و مل شیر کی طرح ٹھٹھکے اور گرجتے رہے کسی موت و نام کی پرواہ نہ کی بغیر زندگی کے ہر شہید میں جہاد کیا کرتا ہیں انھیں معافی بھی دیکھ جائیگا۔ ترجمانیِ الحدیث جاری کی۔ اسلام جاری کیا دوسرے جہلوں کو اپنے عظیم تحریر و جہاد سے مرنے کیا۔ غلط بات کہے جہاں نہ تھا نہ دور میں دیکھتے جہاد نے عام کئے خاطر سے کہ جب بھی سیاسی یا مذہبی میدانوں سے کسی فرعون نے سر اٹھایا تو ابی کا ضرور توڑنے کیلئے شہیدِ اسلام میدانِ عمل میں آ گئے اور اس کی ایک ایک بات کا لہجہ و راہیہ اسکت جواب دیا کہ ہر کسی کو بات کرنے کا بار نہیں دیا تھا۔ خود کے بغیر سے اب غافل نہیں ہو سکے نام سے کہہ جاتے تھے ایوانوں میں لڑنے کا راز ہر جہاد تھا یا قاطعاً بزرگوں اور کچھ غافلین کو جب اسلام پڑا کہ ہم حضرت علیؓ و شہیدِ جہاد

اظہار کا کسی بھی ظرفیت سے متاثر نہیں ہو سکتے تو ان تمام درودوں سے حضرت کو اپنے حق
 سے ہٹانے کیلئے امتحان نگشتا بزدلانہ اور سفاک ذہم کا سلا کر کے انکو ان کے خلاف جنت
 شہید کر دیا۔ اسی بزدلوں نے سرچا ہو گا کہ شاید اس طرح یہ حق کی انداز و بھاسے کی
 ان کو کیا علم تھا کہ حضرت شہید اسلام نے اپنے ساتھیوں کی تربیت بھی ایسی کر دی ہے
 کہ اب وہ کتاب و سنت کا سرمدی کیلئے حضرت کے نقش قدم پر چل کر دین اسلام
 نافذ کر دالیں گے یا وہ بھی حضرت علامہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کی طرح درج شہادت
 حاصل کرنے کی سعادت حاصل کر لیں ہیں بہا و نجات حیران ہوتا ہوں جو لوگ
 بالکل محوئے بھالے تھے اب شیعوں اور مجہود پریشیوں کی طرح گرج رہے ہیں
 یہ حضرت علامہ اصحاب انبیاء خیر رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان ہے اور تربیت کا ثمر ہے آپ
 اسی بات سے اندازہ لگائیں کہ اہل حدیث پر تو قدری کے نوجوان بنی بنی قرین قرین
 شہر شہر حضرت خانہ کی زبان بے ہوش ہیں اور شیعہوں کی طرح پھرتے ہوئے
 نوجوانوں کا قاتلانہ عزیمت تصور تک پہنچنے کیلئے درودوں سے جو بھی ان کے راستے
 میں آئے گا کٹ جائے گا۔ میرے جوان سال ساتھی اور پروردگار جناب علامہ رحمۃ اللہ علیہ
 بھی ان دہائیوں میں سے ایک ہیں جو کبھی بولنا نہیں جانتے تھے اب سٹیج کے مدعی
 معلوم ہوتے ہیں کھانا نہیں جانتے تھے اب ایک بہترین ادیب اور قلم کار کیلئے
 مقامیں بکھ رہے ہیں یہ کیا ہے یہ حضرت علامہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت کا اثر
 ہے جس جناب ثاقب اور ان کے رفقاء کو سہارا دیا تھا کہ جنہوں نے ایک
 نئے انداز سے تحریر و شاعت اور کتاب و سنت کی بالادستی کیلئے کام شروع
 کیا ہے اور یہ طریقہ کہ حضرت شہید اسلام کے خطابات کو محاط تحریر ہیں
 تاکہ اگر پیش کیا جاوے تو یہ ایک نثر ترقی طریقہ تبلیغ ہے اور جامع زندگی
 کا ثبوت بھی ہے اگر نہام شیعہوں کی چاہتیں اور بدعت قدس کے فرمان اسی منظم کو

کرمی مرزا جب کے خطابات کو عام کر دی تو یہ مسئلہ مسئلہ کی ذہنی دوست ہرگز سزا
ہیں۔ میں ہر ایک بار پندرہ بیٹ پر تو فوری سرگودھا کا شکر یہ ادا کر تا ہوں جنہوں نے
جسے اس سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس موضوع پر فرمائے گئے حضرت علامہ
کے خطاب پر ابتدائی تحریک کرنیکی سعادت بخش ہو رہی ہے جسے اس نیک کام میں
صغیر بچے کا جمل گیا وہ حاکم تا ہوں کہ اللہ پاک میں نوجوانوں کے علم حاصل اور دنیا میں
برکت فرمائے۔ اور ہمیں دینی کی زبان سے زبانہ خدمت کی توفیق عطا کرے آمین

حکیم محمد الدین علی۔ نائب امیر جمعیت تحریک پنجاب
وامیر جمعیت، بلوچستان، ضلع قصبہ۔ قصبہ مظہر

if = if = 2

فیسرہ ریاضیہ اسلامیہ

اب آپ کے ساتھ عجیب عالم مہم حضرت مہر علی اہل حقیر تشریف لے گئے۔
 تاحی عبد الغفر کے غروہ کی گئی اور گھٹ کے ساتھ ایک بزرگ، ہر مزم چیسو
 ایک پرور گھٹ کے ساتھ تھا اور گھٹ جوش سے اور خوشی سے غروہ لگا رہا تھا
 جیسو کے جیسو کے

عَلَّامِ احْسَانِ الْحَمْدِ

اور آپ کے اسی الفاظ کے ساتھ ہی مجھے پرستیا ہوا لگا کر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَحْسَنُ مَا اُتِيَ عَنْ رَسُولِهِ الْكَرِيمِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الشَّيْخِ
الْمُحَلِّمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ لَقَدْ عَلِمْتُ اَنْهٗ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَسْوَفُ خَلْقٍ
بِرَّائِي كَرِيْمٍ اَبُو سَمُرَةَ
قُرَیْشِ كُثَايْنِ بَنُو كِلَابٍ دُرَّيْمِ
خُطَّابُ اَرْدُ مِیْرِی سَی سَی
بِرَّائِی بَیْسِنَتِ سَی مِ
وَحَرَّافَتِ اَمِیْنِ كَا مِیْرِی

حضرات !

جے ۱۸ اپریل کے بعد منعقد کئے جانے والے ہر جلسے میں ہمارا ایک دلدار
کا نام جہاں اوردی یہ سمجھا ہوں کہ اللہ کے فضل و کرم سے ۱۸ اپریل کو الحمد للہ کی
عزت کو سر بلند کرنے کیلئے سچے دلدارانے میں جو نبیؐ کے من و پانوں کا جنتن منعقد
ہوا تھا اس کے بعد سے اللہ کے کرم کی بادشیں کچھ اس مدت میں یہ برکات میں کہ خیر
ہے ٹیکر کر چھ تک پہنچے دفعہ میں نام رسولؐ ہاشمی پر مار کھانیوں سے لوگوں کو سزا تھا
چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ حقیقی بات یہ ہے کہ کل تک اس ملک میں اعلیٰ و پیش
اپنے آپ کو الحمد للہ کہہ سکتے ہوئے شہر ہائے تھے۔ ان کے اندر چھکھا ہٹ تھی
وہ سمجھتے تھے کہ لوگ جس نام و اوردی پر اپنی تہمتوں کا شکار بنا کر لوگوں کی نگاہوں میں
رسوا کرنا چاہتے ہیں اور اگر ابراہیم و کرم کی تحفوں، میرے غیبی بھائیوں کے چھوٹے
اور میرے ان جوں میں ہوں اور بھائیوں کی قرانی کے ہندو نے اللہ کے فضل و کرم
سے اس بات کو پاکستان کی واپس لوگوں سے خواتین، زمین سے خواتین، ہواؤں سے خواتین۔
نفاذوں سے خواتین۔ کہ اس ووردی میں اگر ایسی حق کا کوئی قافلہ ہے تو وہاں الحمد للہ کا قافلہ
ہے۔ اور یہ بات ہم نے کوئی جنگ سے حاصل نہیں کی۔ قرانی سے حاصل نہیں کی۔ یہ
بات ہم نے اپنی یکہ جہتی، اپنے اتحاد، جمعیت اعلیٰ حدیث پاکستان کے مجتہد سے

تھے اپنے اکٹھے اور اجتماع، اور اہل حدیث کے قوتیوں نے اہل حدیث پر توہم و سب سے
 کے پرچم کو تمام کر، قرآن و کثافت کے بیک اپنے سینوں پر لگا کر اور.... اللہ کی
 راہ میں ہر قسم کی قربانی کا جذبہ، اپنے سینوں میں پیدا کر کے یہ بات منوائی۔ پاکستان
 والوں کو بتائی، اور پاکستان والوں کو سمجھائی ہے۔ اور آسمان نے اسی لئے کہا تھا۔

اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی ہر مہم کے جوانوں کی خودی صورت بنو
 آج اللہ کا شکر ہے کہ میرے اجداد جو جن نے اپنی خودی کو صورت بنو
 ثابت کر دیا ہے۔ اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جیسے کے جوانوں سے
 میں اپنے جوانوں کو اسی مختصر وقت میں یہ بات سمجھانا چاہتا ہوں۔

لوگو! تمہارا قائد، تمہارا ام، تمہارا پیغمبر، تمہارا نبی، تمہارا مادی،
 تمہارا رشد و ہادی ہے کہ جس کے بارے میں ایک ہندو شاعر نے کہا تھا۔
 ایک عرب نے آدمی کا قول بالا کر دیا۔

اور میں نے بارے میں دوسرے شاعر نے کہا تھا کہ

ہائیں بیکے بختی میں ایسے بہادر خال خال۔

کہ چشم تک نے اس سے زیادہ بہادر، اس سے زیادہ دلیر، اس سے زیادہ جبار،
 اس سے زیادہ جاندار، اس سے زیادہ مروت سے ٹکرا جانے والا، اور کائنات
 کی طاقتوں کو اپنی نگاہوں میں نہ آنے والا چشم تک نے کہیں ایسا انسان
 نہیں دیکھا ہے۔

دریچے کی بستنی پردات کی اندر کی میں کھڑے شب خون مارا۔ لوگ گڑ بڑ کر اٹھے
 گھوڑوں پر نہ نہیں گئیں، اسلحے سے نہیں ہرے، اور دریچے کی سرحدوں کی طرف بڑھے
 جب رگ دریچے کے دفاع کیلئے دریچے کی سرحد کی طرف جا رہے تھے قرآن کا
 ہاں ہی نہا دریچے کی سرحد سے واپس آکر ہاتھ لوگ میراں و ششدر رہ گئے۔

پرچھا، آکا! آپ کہاں سے آئے؟ فرمایا تم آرام سے سر جاؤ مجھ تک تمہارا حافظ
 کے لئے ایک دو ٹمنوں کو بھیجا آیا ہے۔ قسم، اس بہادر نبی کی اُمت ہو، تم اس
 شجاع نبی کے اُسنے والے ہو۔ اور مجھے یہ بات کہنے لاجن حاصل ہے کہ تم
 اس بہادر نبی کے وارث نہ گز کوئی ہیں اس روئے زمیں پر، اور صرف
 اہل بیت ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اندروں نے نبی کے بعد اپنی راہنمائی
 کیلئے اندروں سے رہنشتے اتوار کر لیے اور ہم نے اندروں کے چہرے دیکھ کر
 اپنی آنکھوں کو بند کر لیا۔ اور کہا۔

سب بگو خدا سے مانگ لیا تم کو انگو اور اٹھتے نہیں ہی انہو میرے سے دیکھو
 اَمَلْتُمْ! ہم کو اس نگاہ کی ضرورت ہی نہیں ہے جو مسکلتے سکھ میرے کو
 دیکھ کر کسی اور میرے کی کاوش میں پلگے۔ ہم اس نگاہ کو چاہتے ہی نہیں ہیں۔ ہمارے
 لئے قرسی اس کا رخ زیبالا کافی ہے۔ میں نے کھنڈے دے دئے کہا تھا
 يَا صَاحِبَ الْجَنَّةِ لَا يَأْتِيَنَّكَ الْبَشَرُ . مِنْ وَجْهِكَ الْغَيْبُ لَقَدْ نَزَّ الوَحْيُ
 وَتُسَكَّرُ بِشَاءِ كَمَسَا حَتَّى خَفَّتْ . بعد از خدا جنوں کو توئی قصہ مختصر

اور اس کا چہرہ! کہ جا بڑے میں کے ہاوسے ہی کہا۔ ایک ہانڈی رات میں چاند
 کے عکس میں تھا، مھوڑے عرب میں چشتی برقی چاند نے کے عمری سوراہی
 اپنے آپ کو جب طبع کی کیفیات میں مبتلا پایا تھا کہ چاند نے چشتی برقی، آسمان
 چاند سکونانجا، ریگڑ پر عرب کو سنہری لباس پہنائے ہوئے، اس کی درخشاں
 نے، اس کی صفائی نے، اس کی زیبائی نے مجھ کو جکڑ کر رکھا۔ بے اختیار میرے
 قدم بیکرست والی مسجد نبوی کی طرف اٹھے۔ میرے قدم اس طرف رستے میں ہے
 اختیار مسجد عقبہ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اور کیا دیکھا کہ مجھ میں سڑنے کے قیم
 نے صرف چادر اندر ہی برقی ہے، اور میرے مِنْ وَجْهِكَ الْغَيْبُ چہرے دیکھا

کھینچا ہی رہ گیا۔ ایک دھڑکن سے سنا جانے لگا، اٹھی، چوڑی ٹوپی پہنے کے
 وہ اٹھ بیٹھی، اور جب، اختیار ہو کر کہا۔ ۵۶! جانے کو جی اگر میں چاہے
 تو تیرے جبر پر انوار سے جبے، ہم نے اس کا چہرہ دیکھا ہے۔ اس کا چہرہ،
 کہ جس کے بارے میں مسلمان نے کہا تھا۔

وَأَخْسَنَ مِنْكَ لَعْنَةً فَطَنَ بَغِيضِي
 لَا تَأْتِكَ مِنْ عَيْنِي كُنَّا قَتْلًا

آقا! میں تیرے جبر سے کس کی کیا کہوں، ایسا معلوم ہے کہ تیرے
 کے پاس کڑا تھا۔ اور کہہ رہا تھا۔ اُسٹے! بچے دینا بنا تا پہلو یا تو کہتا پہلو کیا
 رب بنا تا پہلو کیا۔ وہم چہرہ!

مَضَى اللَّهُ هَوْنًا قَتَلْنَا بِسَيْفِهِ

قَتَلْنَا آفِي سَاجِدَةٍ عَنْ لَعْنَةِ آفِي

زرا سے بیت گئے، ماؤں نے ایسا دجنا۔ اور جب آٹھ کے گھر پہنچا ہو گیا تو
 ماؤں نے کہا، ایسا جتنا جا سکتا ہی نہیں ہے۔ ہم نے تو اس کو دیکھا ہے، ہم نے
 اپنے ہی میں، اس کو بہا یا ہے، ہم نے اپنے دل کی دھڑکنوں میں، اس کو سر پہنا
 ہم نے اپنے دل کا مالک اس کو کہا ہے۔ اور ہم نے کہا اُسٹے! اسٹس سے!
 سر کا مالک تو ہے دل کا مالک نہیں ہے۔ اور چاہے پاس سر اور دل کے ہر
 دوسری کوئی چیز ہے ہی نہیں ہے۔ خیر اور کافی کرے وہی کو سر اور دل کے ہر
 پیٹ کی بھی ضرورت ہو۔ ہم نے کائنات کو دیکھا ہے تو دل کو کہا یا دعا کو کہہ
 اور اس کے لیے کیا کہیں کہ غالب بھیجے تا اور انکلام شاعر نے کہا تھا۔

غالب شاعر خواجہ بہ زبوں گزشتیم

غالب! ہم اس کی تعریف کیا، ہاں کری، اگر مرشد را خود میں کی تعریف بیان کرنا ہے

اواحد بشو! تمہارے لئے اس کی ذات، اس کی صفات، اس کی شخصیت
اسی کا نام، اسی کی گفتار، اسی کی سیرت، اسی کی رفتار، اسی کے سوانح، اسی کا
کردار تمہارے لئے محنت ہے۔ اور اس نے تمہیں سکھایا ہے، تمہاںات کا وہی سکھایا وہی ہے
کا سینہ بڑھایا۔ پورا ہی نے کہا سسے لو! میرے ہاتھ دلوں کی گروہیں کٹ تو گئیں ہیں
غیر ان کے ساتھ بلکہ نہیں نکلتیں۔ بلند آواز سے پرجوش نعروں، نعروں تکبیروں کا گروہ
سکھایا، پھر یہ: زمرہ ہار! آج حقیقی بات ہے

میری ایک ہی خواہش ہے۔ میری ایک ہی آرزو ہے میری ایک ہی دعا ہے کہ ایک ہی
مقصود ہے، میری جدوجہد کا ایک ہی مقرب ہے اور وہ یہ کہ اہل حق و عدل کے
جس میں اپنے آقا کی شہادت کو اپنے سینوں میں چھریں، اور خود کی قسم ہے کہ اگر یہ آقا
کی شہادت کے وارث ہی ہائیں تو پھر یہ پاکستان کو کوئی قوت ان کے مقابل کھڑا
ہونے کی جرأت نہیں کر سکتی۔

اور آج! آج یہ جبرائیل احوال و عیب نہیں نے اپنی دعوت کا آغاز کیا تو اتنے لوگ
نہیں تھے جتنے آج اس حال میں موجود ہیں۔ اتنے کہاں۔ ایک دور تو ایسا تھا جب
ساری کائنات محمدؐ کی تکذیب کر رہی تھی اکیلے مدینہ، خدیجہ الکبریٰ، وہ
سچائی کی تصویریں کر رہی تھیں۔ اور میرے آقا زخم کھار گزریں آئے تھے، جہر پھروں سے
لوہاں ہوتا تھا، ٹانگوں سے ٹخنوں سے رہا ہوتا تھا، سر ٹھٹھا ہوا، چہرے پر زخم،
وہ نرس جس سر، انگٹے والی زینوں کی بھی مرضی والے نے قسم کھائی ہے، وہ سندھ کا
زخمی، کہ جس کندھے پر اگر کبھی چادر رکھی تو اللہ نے اُٹھایا اٹھو تو مل کہہ کر بکھڑایا
تھا۔ وہ ٹانگیں، وہ زخم زخمی، کہ جب کبھی اس کے عالم میں ملے تو مرضی دے کر
غیرت کو قبول آگیا۔ اور اس نے کہا۔

وَأَجِبْ بِهَذَا الْبَلَدِ، وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ ۝

خیرہ اسٹیفن داسے قبروں کی قسم ہے۔ وہ دن آئے وہاں ہے، جب تیرے قدموں کی
چاب کے ساتھ آدم اور ابراہن کی قبروں کے دل پارا پارا، ان کے پتے پانی پر
جائیں گے۔ (نعرۃ تکبیر! الشاکر۔)

وہ ٹھٹھا! وہ پائے کہیں آتا پار آدمی دیکھا ہی نہیں۔ آج! ہم کو حضور دیتے ہیں۔
کو غور سے سنا، اللہ شوق کو روکا پائے ہو؟ ہم نے کہا۔

ہرگز نہ ہو! نگہ لاش زندہ شد جشت شبت ستر حریف عالم وراہ من۔
جو عرفی داسے کھٹکے رونے کا راہ، کرتا ہے عرفی وہاں اسی کو نذر جلاویہ بنادیتا ہے

وہ بڑی نفی۔ اسلام کو بے لگ سپاہی۔ احسان الہی۔ احسان الہی۔ (دروغ)

خلف۔ یہ مصلحت پرش، ضمیر پرش، یہ لوگ اس دور ہی میں تھے۔ کہتے تھے،
دیکھتے ہو کیا کر رہے؟ اور سرور کو نہ دیکھا، اپنا پیروں کو اٹھا کر کہتے تھے۔ یہی
دیکھا کہاں تھیں عرفی وہاں میرے ساتھ ہے۔ اکیلا تو نہ ہوتا ہے رب جس کے
ساتھ نہیں ہوتا۔ جس کے ساتھ رہتا ہے وہ اکیلا نہیں ہوتا۔ (ان فانی)

اللہ اکبر! تَعَالَى اللَّهُ شَاقِبَ۔ اللہ کو ڈرانے ہو میں اکیلا ہوں؟

عرفی وہاں میرے ساتھ ہے۔ اور نکلتا۔ چلا ہوں میں جا کر احسان حق کرتا،

آواز اٹھاتا کرتا، ہاں ہے! اُلٹے! لاش میں وہ خبر ہوتے جوئی کے تھیں

کو چہ مارتے تھے۔ کاشش میں! پڑے کہ وہ اکیلاں ہوتیں جو مذبح الیکترک بنی

کے ذرخیں پر رکھا کرتی تھیں۔ کاشش! ہم بھی اس دلت ہوتے، اور اپنے آقا

کے پیروں کو دیکھ کر اپنی آنکھوں پر جہنمی آگ حرم کر دیتے۔ کتنے طوفی نصیب

تھے وہ لوگ جن کو سرور گرامی کے رخ زیا کو دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ ان کی

فست کا کیا کہنا ہے۔ وہ تو انسان تھے۔ اللہ نے تو ان بستیوں کو تقدس بنادیا

ہے جن بستیوں نے میرے آقا کے پیروں کو دیکھا ہے۔ وہ بستیوں تقدس ہو گئی ہیں۔

تَوَاقُّسُیْنِ وَالزَّوْیْتُوسِ ۝ وَطُوسٍ یُّبَیِّنُ ۝ هَٰذَا النِّبْتُکُ الْوُصْبُیْنِ ۝
 ان لوگوں کا کہنا ہے۔ دگ کہنے میں ٹھیک اچلے ہو۔ چھڑو و ساری دنیا فوس
 ہے۔ تمہیں کیا فائدہ؟ انہی اپنے گھر میں تشریف لاتے۔ خدیجہ عکبرہ قدس میں فوسہ جاتید
 اپنے آٹا کے چیرے سے گرد و غبار صاف کریں۔ ان کے کرتے کو اشاعتیں و زخموں میں
 اپنا دوپٹہ رکھیں۔ قدم اپنے مبارک کر پانی سے دھوئیں ۱۱ و رکھیں ۔

کَلَّا : قَطْعاً لَوْ يُخَوِّلُكَ اللهُ أَبَدًا
میرے آقا! میرا رب تیرے ساتھ ہے، اور میں نے اسے تخریب ہوا ہے۔ دنیا
کی کوئی طاقت اس کو پسپا نہیں کر سکتی۔ غلج! پھراٹھنے۔

قَا ضَرَحَ بِسَاتُو مَنَوْدَا غُرْحَقْ مِنْ الشَّطْرِ حَيِّينَ ؕ

لو کہے بازاروں میں جا کر کے ترمید کا پھسرہ برتن بند کرنے ہی۔ پھر بدلتے ہوئے
گمراہتے اور میں نے لکھا ہے ایک دفعہ نبی کائنات کی تیار کار حضور علیہ السلام سے پہلے
ہو کر لو کہ دیکھ چور ہے یہی گرنے سے۔ نھی سی بی کی بیٹی خاطر۔ اس کی کھیتی پر ہی کو کسی نے کہا
تیرے باپ کا آج دشمنوں نے اتار دیا ہے کہ وہ بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ فاطمہ ساری پہنی روئی
پر ہی آئیں۔ اپنے بابا کے جسم اچھرو کر لیگا۔ نھی سی خاطر ہی پار بری کی ٹر ہے۔ نگاہیں
اس کی طرف اٹھیں۔ اَللّٰهُ! لوگوں نے میرے اس باپ کو مارا ہے جس نے زندگی میں
کبھی کسی کو گالی بھی نہیں دی ہے۔ اَللّٰهُ! میرے بابا نے گالی توڑی بات ہے میں نے
اس دی بھی اپنے بابا کو دیکھا تھا جب اس کے گھونٹے اچھر میں نماز کی حالت میں لوگوں نے
پکڑا ڈالا ہوا تھا۔ اس کے لگے کو گھوٹ رہے تھے۔ اس کی آنکھیں باہر زانی پڑی تھیں
لیکن! اَللّٰهُ! وہ اس وقت میں تیری بارگاہ سے بنا اور خداؤں کے بارے میں کوئی شک
بڑا کیا۔ اور جب نماز سے فارغ ہوا گھونٹے اچھر پر پکڑے کے غلطانے تھے۔ اور جبریل
نے انکر کہا۔ عَلَیْکُمْ! تیرا حال چل گیا ہے، رب کی ترمید کے پیٹے پہننے بہوں کے لگے تو

۱۳۸۵

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِرَاقَهُمْ وَاعْلَمُوْنِ

اے! جوجی پادشہ کے بیٹے تیری رو سے ہٹے وہاں بھی نہیں۔ وہاں تو کے دیکھی۔

۱۰۔ اے مجھ کی تہو! آج چھوٹی چھوٹی بانوں پہ دل ٹکھنے ہو جاتے ہیں، آئی مصوری مصوری

مفتوں پر کھیرا جاتے ہو۔ ۱۹۔ عجب بھی دل میں طالع آئے تو مریخ کے تاجدار کو

دیکھ لیا کرو، تم، اسی سے بڑے تو نہیں ہو۔ تم رب کی نظر میں اس سے عزیز تو نہیں ہو۔

۱۔ وہ توروہ تھا، جب چلتا تھا تو میرلی، سی کی رہا پ تھا سنا تھا، وہ توروہ تھا،

کوجب علماء آسمان کی طرف سے حکم تھا تو اللہ تعالیٰ ہر جانا تھا وہ تو تو تھا! کہ جب

یہ کہہ رہے ہیں کہ انھیں نہیں لڑنا تھا بلکہ انھیں چاہیے تھا کہ وہ اپنی قوم کے لیے لڑیں۔

عظیم! اللہ اکبر نبی و رسول! طاق رحمت! زبور، انجیل و تورا، مسکب، عہدیت! زبور، ہار،

پروف. رفیع، فقیہ عالم اسلام علامہ مسیحی، فی الجسار، زندہ باد، فیہ رفیع

وہ تو وہ تھا، کہ میں کو ترکش کر کے ترائی نے صرف بھرتا تھا۔ وہ تو وہ تھا،

رحمی مسجد میں اس خطبہ کی قاری بھی اس مسجد میں رب نے نماز کو ایک لاکھ نماز عطا فرماتا۔

تو وہ تھا! میری قسمتیں میری بنی ہوئی باتیں تم پر سننے اور قسمتیں کوٹنے

و تو، و تنها! عمر بخور و غم و شادمانی، و عشق و نفرت

الشيخ محمد بن عبد الله بن أحمد بن حنبل

پیشہ پرستی، قوم پرستی، مذہب پرستی، اور دیگر طرح کی پرستیاں جو انسان کو اپنے آپ سے جدا کرتی ہیں، ان پرستیوں کو ختم کرنا اور انسان کو اپنے آپ سے ملانے کا یہی سب سے بڑا کام ہے۔

یہ کتابیں ہیں جن کی ایک کاپی ہر ایک کے پاس ہے۔

وہاں سے آئے وہاں کو لوگوں کا ہوا : کہ یہ کسی کی چٹائی پر سوجھ کر جانے لگا تھا

ہاں! جیسا کہ وہ دعا ہے، وہ خود دعا! جس کے لیے اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وہ اپنے لیے سات سات لے گئے۔ وہ کو روکھا : کہو کہ ای کے رہیں۔

ہی میرے آٹا کے بجے کھیں، نہ بھی نہیں کہا ہے۔ اس نے بھی نہیں کہا۔ ۱۱۔ یہ تو عظیم تھا۔ خدمت گئی تھا۔ ٹیکو لاراں کو بیٹا تھا۔ نی کی انٹے والی ہستی، یہ جان قربانی کرنے والی ہی کا بیٹا تھا۔

اور یہاں تو اس نے بھی میرے آٹا کے صبر کو آواز لگے دیکھا جو نہ واپس آتا تھا، نہ بار تھا، نہ تاج بھدار تھا، نہ جہاں تار تھا، جس نے کبھی کبھی گور دیکھا ہی نہیں تھا۔

— بزمِ خود بزمِ خویشی —

کائنات تھا، جبریل تھا، تاجور تھا، تاجدار تھا، پکڑ کے دیا گیا۔ مسجد نبوی میں آندھ دیا گیا۔ روف در حسم کو خبر دی گئی۔ تھامس، میسر گاگڈز پکڑا لیا، آٹا ہے۔ آبِ شریعت کے گئے۔ دیکھا۔ خوبصورت تھامس، لہا تھا، قوام صم ہوا، نرکس، اڑی سڑی گردن، آنکھیں جھکی تھکی، تکلف، شان، رشک، سلطنت، شہرت ہے۔ کھڑائی کے جتنے سب ہیں، سارے پائے جاتے ہیں۔ سرور، سحر، ہر کے بڑے۔ کھا۔ تھامس! کیسے ہو؟ کیا۔ گرفتار کر لے پھرتے ہو کیا ہیں! مسرہ! — کوئی تکلیف پہنچی ہو؟ کب۔ نہ تھا، یہ تکلیف کی کوئی پکڑ، نہ تھامس راحت کا کوئی قدر۔ جوجی چاہے کرو، حضور نے فرمایا۔ بڑا خبر خراج آتی ہے۔ یہ صفا ہو کر دیکھا۔ کہا۔ اس کو دکھ تو نہیں پہنچایا؟ کہا۔ بارہ میل، اندھا! گرفتار ہی کیا ہے دکھ کوئی نہیں پہنچایا۔ فرمایا۔ تھامس! ذرا میری طرف نگاہ اٹھا کے دیکھو، کیا؟ اس نے کیا کہا۔

اِنْ يَنْسَرْ فَمَا لَهُ بُعْدٌ مِّنْ رَبِّنَا يُؤْتِي مَن يَشَاءُ مِمَّنْ يَشَاءُ مِمَّنْ يَشَاءُ مِمَّنْ يَشَاءُ مِمَّنْ يَشَاءُ
کیا نظر اٹھا کر دیکھنے کی بات کرتا ہے جا۔ نہیں دیکھتا۔ لہ کر لاجائے گا تو میرے خون کا پیر دیا جائے گا۔ کیا ہے — جائے جانے — میں کہتا ہوں جبریل، میں جو فیض و غضب میں آگئے ہوں گے۔ فاروق کی بیٹیاں سلوٹوں سے صبر گئی، تھامس

کے میلان پر اتر تڑپنے لگا، اشارہ دے کر وہ اسی کی گردن پر مستحق کھنجر پھنسا۔ یہ
 کہا جھٹکتا ہے؟۔۔۔ ٹیکیں۔ چشم ٹھک نے دکھا ہونٹوں پر مسکراہٹ ہے۔ غصہ وہ
 جتنا غصہ ہی پاسہ نکال رہا۔ ٹیکیں چار چہرہ تو دیکھو؟
 ہاٹے ہاٹے چلتے۔ اس نے کیا جواب دیا۔ اس نے دیکھنے والے کو دیکھا ہی
 نہیں تھا۔ اس نے کہا۔ تیرا چہرہ کیا دیکھوں کائنات میں تجھ سے بد صورت آدمی کوئی
 نہیں ہے۔ اس کو کہا کہ میں نے اس سے یہ کہہ کر کہا تھا۔

عین اس وقت میں یہ بیٹھا ڈی۔ ایک خوبصورت اور زبردست تھوڑی سی
 ماں نے، ایسا حسین بچہ کبھی نہ ہی نہیں۔ چشم ٹھک نے ایسا خوبصورت وجود
 کبھی دیکھا ہی نہیں۔ اور ایک بات جس کی آئی ہے فرس لیں! صحن کا بات یہی
 سن لو؟ اس نے اسے۔ ہمیں دو۔ لوگ اپنے آپ کو پیر منواتے ہیں جس کے چہروں
 پر لکھی ہوئی ہے۔ وہ منواتے ہیں۔ ان کی زیارت کے لئے۔ کہتے ہیں اور ساری بات
 انہیں کہتے۔ میں کا چہرہ دیکھ لیا جانتے صبح کو۔ تو شام کو روٹی پتھر نہیں؟۔۔۔ وہ جانتے
 ہیں۔ وہ۔ اس نے اسے۔ اعلیٰ! خدا کی قسم ہے۔

انہوں نے شہر ٹھنڈے گھسٹنی۔ خوب مذاق خلق سے، گفتگو، گھسٹیں
 صبر و جفا ہی ہر آئی تہ کر، کر، تھا اور میری آنکھوں میں، سوختے۔ آج
 لوگ کہتے ہیں وہ چاروں اس آئیں گے۔ اور۔ اس کو عشق کا کیا پتہ ہے؟ انہوں نے
 او میں قری کر ہیں دیکھا جو ساری عمر ایسے ہی روئے ہوئے سر گیا کہ چلی کا چہرہ دیکھوں
 تو کبکے دیکھوں۔ ایک دفعہ کبے تاب ہو گیا۔ اور ناکھوں کو کہا تھا؟ میرے آٹا کو
 کہہ دو اب بگے تیری وہ دے دے بد حال کر دیا ہے۔ اب بڑا سینہ بہت چلتا ہے، تیری
 دہر کی ہلاسی ہی تیری دید کی گھنٹی، آٹا کہا کروں؟ نڈھال ہو گیا ہوں۔ اب
 یہ موصوفہ، اب یہ آرزو، اب یہ پیر، اب یہ ٹھکت، اب یہ فتنا کھو سے بدانت نہیں

ہوئی۔ آٹا سفید پیغام بھیجا اور سب سے: فرمایا ادا کر مجھڑ کے نہیں: ۱۰۔ توجہ عاقبت نہیں ہو
 گی توجہ نہت کے نہ دانوں پہ ہو جانے کی۔ آج: نہیں کیا تہہ سے اس سرور و سرور کا ہکا،
 تم اس کو اپت نگر جانتے ہو، ہم یہ جگہ ہی کہ، خدا اگر میں، اس نے نگر چاہے تو ہمارے
 یہ قریہ سہوت ہے۔ ہمیں ہی قوتی بہت ہو نہیں ہے۔ کہ اپدوں کے تاج کے
 دار سے ہی کیجی خواب میں بھی کہہ سکی کہ ہمارے خزانے۔

ادب کا حیرت نریں آسماں کو صبح نازک تر

نفس گم کردہ ہی آید جسیدہ با بڑیہ ایسی جا

یہاں تو حالت صبرتی و نادر حق کی ہے۔ بات میں سے ہی تو، جیڑی ہو جاؤ۔

وہا جیو: اس سرور، ایمان ہو جاؤ میں کر: انہی کی بارگاہ میں جس میں میں کھڑا
 رہے ہیں۔ ۳۰ سال رہے ہیں۔ ۳۰ سال، صبرتی نے ایمانی کے بعد ۳۰ سال
 گزارے ہیں، چلنے والے ہیں کے بعد ساڑھے پانچ سو سال گزارے ہیں، نادر حق نے
 ایمان کے بعد اکیس برس گزارے ہیں، اور اکیس برس چھوٹے زبردست صبر ہی اپنی
 دھام سے عربین عام سے، اور بعد میں جڑا رہے ہیں صبر ہی عام سے۔ لیکن میں
 کی فر: ان کا عام یہ تھا کہ کسی کی نگاہ، کبھی تاکہم چھوٹے پر تکتی تھی، کسی سطرچی
 دیکھا۔ عدا کی قسم ہے۔ میں نے ایک دفعہ ایک برس تلاش کیا۔ ایک سال۔ اور وہ
 بند نہ ہو۔ ہر جگہ کا گھڑاؤ جس کے پاس ہے اس کے دشمن بھی، اور سارے چھٹے وہ
 نکلتے ہیں جہ میں کا حشر نہیں دے سکتے۔ ایک برس میں نے حدیث کی کتابوں میں
 تلاش کیا، سیرت کی کتابوں میں ڈھونڈا، ایک برس، پورا ایک سال کہ کسی ایک
 صحابی سے جگہ ٹھیک کلام میرہ نظر آجائے، کوئی ایک صحابی حضرت اعلیٰ بن ابی کریم
 ایک برس ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکلا گیا۔ سب کو دیکھا تو یہی کہہ رہے تھے کہ

آٹا سفید پیغام
 صبرتیاں پر دیدہ ام

کسی اور فرماں بردار ام۔ اتنا تو جیسے دیکھ رہی
تیرے ہرے کی گینیات، اور اس کی شکل و صورت دیکھ، پان کر رہی کہ ایک دفعہ
دیکھا ہے تو ہر دیکھنے کی بہت ہی نہیں ہوتی ہے۔ کون ہے جو دیکھے، کس میں
پیدا ہے جو تو نکاسے دیکھے، سر کو اٹھا کر دیکھے، نگاہوں کو جلا کے دیکھے۔ کس
میں طاقت ہے۔ جس کا عالم کہ ایک دفعہ نظر اٹھی۔ ہر خوشنہی ہی گہری رہی
اور کہا کہ۔

نظری جھکا کے چسپو جم و جہاں بھاگے چلو
اور ہلا کہ ہے۔ ؟ کس نے دیکھا ہے ؟ کون ہے جو اس چہرہ بلیک کو دیکھنے کی جرات
کر سکے۔ صدیقی نے سے میں پوچھا گیا کہ کیا دیکھا ؟ اس نے کہا۔ میں ایک ہاتھ تھا۔
جو ماری کا کھات کو اپنی آغوش میں لیے ہوئے تھا۔ اور کچھ باز نہیں۔ اور مجھ سے
بہتر نظریہ آج منہ بٹھانے بیان کیا ہے۔ وہ تو یہ پھر ہی ان پڑھ تھی، نا آشنا تھی،
نا آشنا مانتھی، اور نہ جاننے والی تھی۔ اس کے دروازے پر غلٹا چنبٹے تھے۔
کہاں تھا۔ اتان ! میرے پار ہو کر کو جھوک گئی ہے کچھ کھانے کو دے دے ؟
تو اس ماں نے کہا تھا بیٹا ! ایسا سا فرق زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔

آئیں، مگر چاہے خدا کی قدرت ہے کبھی ہم ان کو کبھی ہے مگر دیکھنے ہی
اور نہ اسنے والی بات ہے۔ اور۔ جو ملو ہو ! شہنشاہ کو کہتے ہو۔ آؤ،
اب راجہ سنگھ کا لڑکہ ہم وہاں سے نہیں من لو ؟ آج منہ بٹھانے کہا تو بصورت
سافرا ! آج تو گہری کھانے کو کچھ ہی نہیں ہے ؟ آج ہی گہری راز دہلا۔

میرے آقا کی نظر میں خبریں بدھی ہوئی بڑی پر تھی، دلوں سے جس کا کھانے
خنگ ہر چکا تھا، کہا۔ آہاں ! کھانے کو کچھ نہیں تو اس بڑھا بگڑی کا دودھ
ہی دے ؟ اسے دے۔ اب ایک ہی دفعہ دیکھا ہے پھر نگاہ اٹھانے کی بہت

نہیں ہے۔ نظریہ جھگڑے کھینچے گی۔ اس نے تو دودھ دینا کئی برسوں سے چھوڑ رکھا ہے۔
 کہا اس : اگر تو چار سو سے نو سو بھر کر کے دیکھیں ؟ تو برقی ٹوٹے ؟ ۱۰۰ ام مسجد
 کہتی ہے دل میں ہنسی ، لیکن چہرے کا جلال اتنا تھا کہ انکار کی جرأت نہیں ہو سکی ۔
 چھوٹا سا برقی آٹھا کے سے آئی ۔ اس کو کیا پتہ ہے کہ یہ کون آیا ہے ۔ اس نے کہا : اجنبی
 ہے ، مسافر ہے ، بھڑکا ہے ، غصہ کر رہا ہے ۔ چلو اپنی خدمت کچھ لے ۔ اس کو کیا پتہ کہ آج
 وہ آیا ہے کہ جس طرف وہ جانا ہے وہاں سے وہاں کی زمینیں ساتھ جانی ہیں وہاں پریشاں ، غصہ ، غصہ ، غصہ
 اس کو کیا پتہ ہے ۔ اس کو کیا معلوم ہے ، کہ آج اس کے دروازے پر کرنی آتا ہے ۔ چھوٹا
 سا برقی آٹھا کے سے آئی ۔ نیچے سے مشرقی کو دیکھا اور مشرقی سے نیچے کو دیکھا ، شکر اسے ۔
 اس طرح معلوم ہوا جس طرح چاندنی رات کو اندھیری رات میں بادلوں کی دھند سے
 چاند لگتا ہے ۔ وہ دھند کو جب مسکراتے ، تو لوگوں کو آسمان پر کونہ سے والی پھیرا
 یاد آ جاتی ہیں ۔ سوئی کی طرح سفید ، میرے آقا : میری بات لا کیا کہتا ہے ۔ ام مسجد چھوٹا
 سا برقی آٹھا کے سے آئی ، میرے آقا نے سکوا کے پکڑا ، بکری کے پیچے پیچھے تھیں کہ باہر
 لگایا ، سلوم ہوا بکری ، اس مسافر کا انتظار کر رہی تھیں ۔ دودھ اس طرح آیا جس میں مسرے
 سادہ کے پیچھے ہیں ، بول ، اٹھ کر آتے ہیں ، برقی سادہ بھر گئے ۔ دودھ ختم ہونے
 میں نہیں آیا ہے ، حضور نے چایا اور بکری کو پا ۔ اور چلی گئی ۔ ام مسجد کہنے لگی مسافر
 میں کچھ جانتی تو نہیں ہوں ، مگر تو اتنی برکتوں والا ہے میری چاہتا ہے تو ایک
 رات میرے گھر میں قیام کرے ؟ میرا شوہر شکار کھیلے گیا تھا ہے وہ میری خدمت
 کرے گا میں تیرے پیچھے اپنے ہاتھ سے ہنڈیا بناؤں گی ، میرے ہاتھ سے جیسے !
 میں کہہ کر کھلاؤں گی ، تو دیا ہے ۔ میرے آقا کی زبان سے نکلا ۔ نکلا نہیں بلکہ عرض
 دے نے نکلا ہے ۔

کھپا آجائے! میں جانتے کے لئے نمودار آیا ہوں۔ میں پھر ٹپٹ کے آسے والا ہوں۔ اور جب وہ چھٹکے تو بات جو جتنا فی قصود تھی وہ یہ تھی کہ ابو سعید نے مگر میں رونق دیکھی، رخصتوں کا پرستار ہو گیا، انوار کی برکاد دیکھی، تجلیات کا سینہ دیکھا۔ کہا: امجد! کرنی آیا کرن گیا؟

ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے۔ کہے دیجئے غرضی نقش پاکی۔

مرد خن نے کلمہ عید کے اتفاقاً نقل کئے ہیں جو بات بتو آچا ہوتا ہوں وہ ہے۔

انج عید نے کہا ابو سعید! یہ نہ پھر کوئی آیا تھا۔ کہا کیوں؟ کیسا تھا؟ کیا رنگ تھا کیا شکل تھی کیا ڈھنگ تھا؟۔ کہا۔ کچھ کچھ معلوم ہیں، ایسا معلوم تھا کہ وہ آسمانوں کا سرور تھا جو زمیں پہ آ کر آیا تھا۔ وہ تو سورج تھا، وہ دکن تھا، وہ ستارہ تھا، وہ تو درخش تارا تھا جو لے بھر کے بنے پھر سے مگر میں آیا تھا اور کھیا کو ایسا صدف کی دیا کہ اب وہ جب تک پلٹ کے نہ آئے گا کھیا اس کی خوشبو سے بھکتی رہے گی۔ جس کا یہ عالم تو اس نے کیا کچھ نہیں کہوایا۔ اس کو کیا کچھ نہیں کہا گیا۔ ہم فضا صدف۔ آگاہیں دے دے برا بھلا کہہ رہے ہیں۔ ذرا نظروں کو اٹھاؤ تو سہی، ذرا میرے چہرے پہ اپنی نگاہوں کو لگاؤ تو سہی، ذرا لکھ کر دیکھو تو سہی؟ اس نے کہا:

لَسْرَآؤْ وَجْهًا آفَیْجُوْا مَیْمَنُ وَجْهَیْ عَلٰی وَجْهِ الْاَشْرِیْقِ

کیا دیکھوں؟ روئے زمیں پہ تجھ سے بد صورت چہرہ کلا ہے ہی نہیں
(نمودار) ہائے ہائے۔ ہو گویا یہ برا آقا تھا جس کے نقش قدم پر ہم نے چلنا ہے۔ جب سے آسرا تھا تب بھی گاہیاں کھائیں۔ شکلی نہیں ڈالیں، آج تہذیب
تھا بہت مگر میں لائی سنتا ہے لیکن پشانی پہ شکن نہیں ڈالنا ہے۔ کھسکا کیوں
بات نہیں میری مینی کی طرف تو لگا، ڈاکو؟ اس نے کہا۔ میں نے دم دوڑنا ہے۔
ایراں دیکھ کر ہستیوں دیکھی مگر تیری سچی کائنات کی سب سے بد صورت

جنت ہے و خود باطل اس بستی کو کیا دیکھوں! اسنے اسنے۔ کہا۔ کوئی بات نہیں ہے۔ دوسرے دن اسنے پھر یہی جواب دیا۔ تیسرے دن کہنے لگے ہم تجھ سے کچھ نہیں مانگتے تو رادیکھ تو رہا۔ کہا۔ نہیں دیکھنا! اب آسمان گرنی پڑاؤں گے۔ زمین بھی پڑی تھی۔ آسمان ساکن تھا پھارہ، دیکھیں! آج اس عاجز کو زبان سے کیا حکم صادر ہو گا ہے۔ اسی گستاخ کا کیا سزا ملتی ہے، دوکون سنو دیکھا، کائنات سنو دیکھا، آسمان چڑھ سنو دیکھا، مسجد نبوی سنو دیکھا، اسی سترن سنو دیکھا جس کے ساتھ قمار بندھا ہوا تھا۔ اب حکم صادر ہو گا اس کی گردن اڑ جائے گی۔

مگر —

ہمیشہ مسکراتے والا آتا مسکرایا۔ فسوس یا جاؤ! ہم نے اسے چھوڑ دیا ہے چلے جاؤ؟ ہم نے اسے رہا کر دیا ہے۔ ہم تجھے کچھ نہیں کہتے تو بڑا آدمی ہے بڑے ملک کا حکمران ہے تو نہیں دیکھتا ہم تجھے کیا نہیں کہے جاؤ؟ اور اپنے بھائی کرنی کی عکاز میں قمار کی گردن کاٹنے کیلئے ہے نابھیں لگو کہا۔ تو آدمی ہے عزت کے ساتھ لیجا کر اس کو دینے سے رخصت کر دو۔ ہاتھ ہاتھ۔ انھوں نے چھوڑا۔ چلے ہوئے اس کے دل میں خیال آیا۔ بڑے ملک ان میں دیکھے۔ حکوم بھی دیکھے، جرنیل بھی دیکھے، کرنیل بھی دیکھے، صدر بھی دیکھے، کانڈر بھی دیکھے، اتنا خود والا تو کبھی نہیں دیکھا اس کے جبرے کو تو دیکھوں ہے کیسا؟

بس اک نگاہ پر ٹھہرا ہے فیصلوں کا

پھر دیکھا، دیکھ کر سر پٹ بھاگا۔ توڑکی لگا دی۔ اسنے اسنے۔ در پھر آگے میں نہیں کہتا قمار سے سنو! وہ کیا کہتا ہے۔ کہا۔ تو مہنگے کی طرف بھاگ رہے تھے دل پہلچے کی طرف بھاگ رہا تھا۔ غور میں جاکتا چو گیا عورتی غار سے گیا تھا اس سے دگنی رفتار سے واپس پلٹ آیا۔ وہ ماؤ ماؤ، مگنی زمیں پہ چل

سماں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اپنے یاروں کے ساتھ ٹنگی زمین پر بیٹھا ہوا تھا۔ مجھی سمندر
 پہلے فرشتی ہوتا یا۔ نبی نے نگاہ ڈالی اسے شمار کرتا ہے۔ فرمایا ہم نے تو کچھ چھوڑ
 دیا تھا پھر رنگے ہو۔ کسما۔ بھڑکنا پنا جانا کے چھوڑ دیا۔ کیا اسیری ہے کیا
 رہائی ہے۔ چھوڑا تب تھا جب تیرا چہرہ نہیں دیکھا تھا۔ اب تیرا چہرہ دیکھ لیا،
 اب زندگی جبر کے لیے تیری زلفیں کا کسیر ہو گیا ہوں (عوام کا ہر جوش غم و غم بڑھاتا
 منھ منھ سے تیرے غم، نام اعظم اکبریں۔ رجز لعلائیں ہمارے غم) اور لوگوں کا
 تم اس نبی کے ماتھے والے ہو۔ (اللہ رب العزت) ہر غم و غم کے جوش و خروش کے لیے
 تھاں خانے، یہ اسوہ نہیں ہیں یہ دریغ والا اسوہ ہے۔ خدا کی قسم ہے۔

اگر جوں جوں میری قوم کے جوش و خروش قلندر کی مری کچھ کم سکندری سے نہیں
 و عوام کا جہد بانی ہر جوش غم و غم۔ سرخوشی سرخوشی۔ رات و نوری رات و نوری۔ (دکھ و غم)
 اگوں تم آج اس جہت کے نیچے بیٹھے رہے لوگ۔ صرف اس جہت کے نیچے
 بیٹھے رہے۔ باتوں کو نہیں کہتا۔ صرف تم کو کہتے ہیں اپنے دل سے پوچھ رہا ہے اپنے
 من میں بھانک رہا ہے غم کو کیا گوش سے سوال کرو، اپنے جگر کو ٹھنک لو، اپنے
 دماغ کو ٹھنکال دو۔ اگر آج۔ تم اس ہمارے گائے اسوہ کو پنا کر فرماؤ رشتہ
 کا ہر جہد تمام ہو۔ اور یہی کبریا کی کبریا کی قسم کا کہتا ہوں کہ

دشمنی میں نہیں گزریں گے پاکستان میں اگر جہد ہر اسے گا تو صرف اعلیٰ
 کا ہر اسے گا۔ (جہد بانی ہر جوش غم و غم۔ خصوصاً کبر و غم و غم۔ سکھ، اللہ شد
 زہد باد و غم و غم۔ اسوہ کا ہے باک سہا می۔ جلیقہ ایسی ایسی تھی۔ تیں و غم و غم۔)

لیکن جہدوں کی ردا تھا جہد کی لے کر نہیں چلتا۔ میں کا دل دھڑکتا ہے ہماری بات
 سسکی کر رہے شک ہم سے جدا ہو جائے۔ ہم نے کبھی کے رب کی قسم
 شاعر کے الفاظ ہیں

کی امداد کے لئے سسرال کے بیٹا کیجئے۔ جو سر جھکا کر چاہتا ہے وہ داتا گوردوارہ چلا جائے! ہمیں ان کی عزت نہیں ہے۔ جتنے ہوں ایسی صاف کہتا ہوں میں نے جانا ہے سسرال کے۔ وہ بھونچوں کو براہِ مذکر ہے۔

شاہ شہین کے پاس جاننا آزادی کی روٹنگ کے وقت ایک جوں ونا یا تھا۔ خانہ بھرت کر سید احمد لید لگی درگاہ میں جب وہ پہنچا، اسٹیل شہید کہنے لگیں، لوگوں کی نگاہیں اس کے چہرے پر جم گئیں۔ خانہ بھرت چہرہ کبھی نہیں دیکھا۔ چھوٹا سا۔ ابھی اس کو راز ہی بھی نہیں آئی تھی انھوں نے بال بھی نہیں آئے تھے۔ شاہ شہین نے پوچھا بیٹے! کیوں آئے ہو؟ کہا۔ شہید ہی! آپ کا ساتھ دینے آیا ہوں۔ احمد شہید کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ فرمایا بیٹا! میرا ساتھ دینے آئے ہو؟ پچھلے میرے مسک کا پیسہ! پچھلے میری گزرا گاہ کا چہرہ! پچھلے میری روش کو اتنے ہو؟ کہنے لگا سید! کیا ہے؟ فرمایا! شہید کو لاکھوں، چنانچہ، پتھروں، چنانچہ، رات کو آدھی رات کے بعد جاگنا۔ خواہوں کی چھاؤں میں ڈھانساں۔ رات کو کر سیدھی کرنے کیلئے سونا نہیں، پچھلے پسر آٹو کے رب کی درگاہ میں گزرا کرانا، اللہ کی درگاہ میں سجدے کرنا۔ وہ جوں ونا۔ کہنے لگا، شہید! یہ ساری باتیں تو میری ماں نے مجھے بتا دی تھیں۔ آپ نے سنی یا ست کوئی سنی بتائی ہے؟ سید احمد نے اس کو ہسٹاں دیا (اس سے ہکاڑا۔ دونوں ہنسنے لگے) اس کے چہرے کو فیتھہ پایا۔ کہنے لگے! بیٹا! جہاد کے میدان میں وہ پھول سے گلاب مر جاتا نہیں گے۔ وہ تو جوں ونا پڑا تھا۔ اس نے کہا شہید! میرے گلاب سن کے لال کے گلاب سے تو بہتر نہیں ہیں؟ یہ تو سوچا کہ کرتا ہوں۔

لوگو! آؤ!۔ مجھے تھری ضرورت ہے۔ اپنی ذات کے لئے نہیں، خدا کی قسم ہے۔ اپنی ذات کے لئے نہیں، اپنے نام کے لئے نہیں، مجھے تھری ضرورت ہے رب کی بکری کیلئے، حسد کی مصطفیٰ کے لئے۔ لیکن یاد رکھو! میرا دستہ

اُٹھو! ہم تم سے موت مانگتے ہیں تو اپنی راہ میں شہادت کی رست
نصیب فرما (آئیں)

موت فرود ہے کہ جب خدا حاضر کرے پھر کیا ہے کہ اسے ہرگز کہے اُٹھو! گندہ
توبہت کہنے ہیں لیکن بن گناہوں کی شہادت کی پارہ کے غری ہیں ڈھانپنا چاہتے ہیں۔ اس
سے خوشگوار موت کیا ہے؟

لوگو! میں یہ کہہ رہا تھا۔ مجھے تمہاری ضرورت ہے۔ اور ضرورت ہے اس ملک میں
قرآن کو غالب کرنے کیلئے، کھلی آنکھوں کے قریبی کو غالب کرنے کیلئے۔ انشاء اللہ!

میں نہیں، ایک خوشخبر کا سنا آئی ہو یا اور رکنا۔ ہم زندہ رہے تو ہم سب بچنا۔ مر گئے
تو رہا کیلئے، اتنا اٹھا دینا یا اور رکنا اس بات کو۔ یہ صدی الہیہ پیش کی صدی ہے دانشا دانش
یہ صدی الہیہ پیش کا زمانہ ہے دانشا دانش، یہ صدی الہیہ پیش کا دور ہے دانشا دانش، اس لیے کہ
اب لوگ، اب لوگ کہہ رہے ہیں، لوگ اب گمراہ گئے ہیں۔ فیراٹھ کر پھرتے
کر تھک گئے ہیں، ابی کی بیٹیا نہیں مانگے، سو برائی ہیں، لوگوں کو ترجیح کیا ہے۔ بیٹیاں نہ مانگا
دل خون کا، لیکن کچھ بھی نہیں دلا۔ اور دے گا تو بارگاہِ انبیاء سے ملے گا۔ اور شریعتِ عالمی
جہاں آ رہا ہے دیکھ گئے۔ یہیں بیٹا دوسم بھی آ رہا یا گیا۔ آ رہا یا گیا کہ نہیں؟ آ رہا یا گیا
یہیں یعنی دوسم بھی آ رہا یا گیا، یہیں اب دوسم بھی آ رہا یا گیا، یہیں۔ کبھی دوسم بھی آ رہا یا گیا
وہاں سکھ دینا ہر تھکا، کہنا تھا میرے ملک کے بیرون بھی حرکت نہیں کر سکتا۔ اور عرض
دالے کی گزرتی آؤ۔ راقِ بطنش ز بک نشدیند

اسلئے نے کہا ہاں! اگر کہا تھا پتا بھی حرکت نہیں کر سکتا۔ جا۔ اور اگر دوسم
میں دل تلک کرنے بار میں، تیری وطن کی پاکستان میں وطن نہیں ہو سکتی۔ یہ ہے
مرضی انہی کا ملک۔

لوگوں نے سب کچھ آ رہا یا بیٹا دوسم آ رہا یا، یعنی دوسم آ رہا یا۔ اب دوسم آ رہا یا

دیں گے اور یہ سہا کے دہیں گے (پرجوش نعروں، نعروں، ہیکچر، انشاد، گیتوں وغیرہ)
اور انشاد اللہ! اب یہ سہا کے دہیں گے انشاد اللہ! اب یہ سہا کے دہیں گے انشاد اللہ! اب یہ سہا کے دہیں گے
سہا۔ اب یہ انشاد اللہ! اب یہ سہا کے دہیں گے انشاد اللہ! اب یہ سہا کے دہیں گے انشاد اللہ! اب یہ سہا کے دہیں گے
کیا ہے۔ سنیں! اب یہ سہا کے دہیں گے انشاد اللہ! اب یہ سہا کے دہیں گے انشاد اللہ! اب یہ سہا کے دہیں گے
قرآن ہے۔ (انجی کمر) اب یہ سہا کے دہیں گے انشاد اللہ! اب یہ سہا کے دہیں گے انشاد اللہ! اب یہ سہا کے دہیں گے
لاہور میں ہے انشاد اللہ! (پرجوش نعروں، پرجوش نعروں، پرجوش نعروں، پرجوش نعروں، پرجوش نعروں)
چاروں نعروں میں اب یہ سہا کے دہیں گے انشاد اللہ! اب یہ سہا کے دہیں گے انشاد اللہ! اب یہ سہا کے دہیں گے
نہ نہ پڑے شوق کے سن رہا تھا۔ تم نہ سنا، کہیں۔ پھر کہو؟
نہ نہ پڑے شوق کے سن رہا تھا۔ میں سرگئے داستان کہتے ہیں۔

آج رہا وہ پڑے شوق کے سن رہا تھا۔ آج رہا وہ انشاد اللہ! اب یہ سہا کے دہیں گے انشاد اللہ! اب یہ سہا کے دہیں گے
کی انشاد اللہ! اب یہ سہا کے دہیں گے انشاد اللہ! اب یہ سہا کے دہیں گے انشاد اللہ! اب یہ سہا کے دہیں گے
کہ انشاد میں تمام کر یہاں ہی آگئے ہیں (پرجوش نعروں، پرجوش نعروں، پرجوش نعروں، پرجوش نعروں، پرجوش نعروں)
دفعہ انشاد اللہ! اب یہ سہا کے دہیں گے انشاد اللہ! اب یہ سہا کے دہیں گے انشاد اللہ! اب یہ سہا کے دہیں گے
میرے چاروں نعروں میں اب یہ سہا کے دہیں گے انشاد اللہ! اب یہ سہا کے دہیں گے انشاد اللہ! اب یہ سہا کے دہیں گے
قرآن دوسرے دفعہ میں تھا کہ۔ انشاد! نہ نہ پڑے شوق کے سن رہا تھا۔ تم نہ سنا، کہیں۔ پھر کہو؟
کہا اب پڑے شوق کے سن رہا تھا۔ انشاد! نہ نہ پڑے شوق کے سن رہا تھا۔ تم نہ سنا، کہیں۔ پھر کہو؟
قرآن و سنت کے فدائی آگئے ہیں اور انشاد اللہ! اب یہ سہا کے دہیں گے انشاد اللہ! اب یہ سہا کے دہیں گے
کے فدائی آگئے ہیں، انشاد! نہ نہ پڑے شوق کے سن رہا تھا۔ تم نہ سنا، کہیں۔ پھر کہو؟
انشاد اللہ! اب یہ سہا کے دہیں گے انشاد اللہ! اب یہ سہا کے دہیں گے انشاد اللہ! اب یہ سہا کے دہیں گے
کہ فرحت اللہ! انشاد! نہ نہ پڑے شوق کے سن رہا تھا۔ تم نہ سنا، کہیں۔ پھر کہو؟
سے جائیگا۔ (آخری دفعہ) انشاد! نہ نہ پڑے شوق کے سن رہا تھا۔ تم نہ سنا، کہیں۔ پھر کہو؟